رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

نمبر ۲۳ | ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۱ اگست ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۱۹ اگست بوقت پانچ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل سے حرارت اور سر درد کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ؛۔

۱۸ اگست احراریوں کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے لوکل انجمن کے زیر انتظام ۹ بجے شب جلسہ کیا گیا جس میں مولوی جلال الدین صاحب شمس نے تقریر کی۔ اور اعلان کیا۔ کہ ہم ہر وقت احراریوں سے مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہیں ؛۔

۱۸ اگست ایک ترکی سیاح جو شام میں رہتے ہیں اور آج کل ہندوستان کی سیاحت کے لئے آئے ہوئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور احمدیت کے متعلق بعض امور دریافت کئے ؛۔

سید ولایت شاہ صاحب ساکن محلہ دار الرحمت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے ؛۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

روحانی ترقی کے لئے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے

"ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اگر انسان عمدہ عمدہ کھانے گوشت پلاؤ۔ اور طرح طرح کے آرام اور راحت میں زندگی بسر کرکے خدا کو ملنے کی خواہش کرے تو یہ محال ہے۔ بڑے بڑے زخموں۔ اور سخت سے سخت ابتلاؤں کے بغیر انسان خدا کو مل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ غرض بغیر امتحان کے تو بات بنتی ہی نہیں اور پھر امتحان بھی ایسا جو کہ کمر توڑنے والا ہو۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑھ کر مشکل امتحان ہوا تھا جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک۔ جب سخت ابتلاء آئیں۔ اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلاء فرشتوں سے جا ملاتے ہیں۔ انبیاء اسی واسطے زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔ کہ ان پر بڑے بڑے سخت ابتلا آتے ہیں۔ اور وہ خود ہی ان کو خدا سے جا ملاتے ہیں۔ امام حسینؓ پر بھی ابتلاء آئے۔ اور سب صحابہ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا۔ کہ وہ سخت سے سخت امتحان میں ڈالے گئے۔ گوشت اور پلاؤ کھانے سے اور آرام سے بیٹھکر تسبیح پھیرتے رہنے سے خدا کا ملنا محال ہے۔ صحابہ کی تسبیح تو تلوار تھی۔ اگر آجکل کے لوگوں کو کسی جگہ اشاعت اسلام کے واسطے باہر بھیجا جائے تو دس دن کے بعد تو ضرور کہدینگے۔ کہ ہمارا گھر خالی پڑا ہے۔ صحابہ کے زمانہ پر اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے ابتدا سے فیصلہ کر لیا ہوا تھا۔ کہ اگر خدا کی راہ میں جان دینی پڑ جائے۔ تو پھر دیدینگے۔ انہوں نے تو خدا کی راہ میں مرنے کو قبول کیا ہوا تھا"۔ (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء)

اخبار احمدیہ

تقرر امیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ بہار کے انتخاب اور کثرت آراء کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کو ۳۰ر اپریل ۱۹۳۵ء تک پراونشل انجمن کا امیر منظور فرمایا ہے۔ صوبہ بہار کے احمدی احباب مطلع رہیں (ناظر اعلےٰ۔ قادیان)

نائب مہتمم تبلیغ گوجرانوالہ مرزا محمد شریف بیگ صاحب کی تبدیلی کی وجہ سے جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کا نائب مہتمم تبلیغ خواجہ محمد شریف صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

نیچر کیور کے متعلق مشورہ اخبار الفضل ۹ر اگست ۱۹۳۶ء میں میرا ایک مضمون شائع ہوا ہے اس مفید و آسان طریق علاج کے متعلق مزید معلومات یا مشورہ خاکسار سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جواب کے لئے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔ خاکسار عبد القیوم خان۔ احمدیہ بلڈنگ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور:۔

درخواست ہائے دعا (۱) جب سے ہم دونوں بھائی سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ مخالفین مجھے نقصان پہنچانے۔ اور نوکری سے برخاست کرانے کے درپے ہیں۔ احباب مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار معراج الدین بغداد:۔ (۲) گریز ۱۶ر اگست۔ عبد الکریم خاں صاحب یوسف زئی حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں ا۔ گلگت کو جاتے ہوئے گریز پہنچ گیا ہوں۔ گزشتہ دو راتیں ٹریگبل اور کرگ بل میں بسر کیں۔ الحمد للہ ہر طرح سے خیریت ہے۔ اگلا سفر قدرے پیچیدہ ہے۔ احباب باقاعدہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سے بالخصوص دعا کی درخواست ہے:۔ (۳) میں بارہ سال سے بیمار ہوں۔ مگر چھ ماہ سے حالت زیادہ خراب ہے۔ سینہ میں ناسور ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی سخت پیچش اور بخار ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ صحت کاملہ عطا فرمائے:۔ خاکسار رابعہ خاتون از مجاگجو (۴) میرے والد صاحب عرصہ چھ ماہ سے بعارضہ درد خنازیر سخت لاچار ہیں۔ دوست دعائے صحت کریں۔ خاکسار غلام رسول از کالس ضلع گجرات:۔ (۵) میرا بچہ شہزاد خان تین ماہ سے بیمار ہے۔ میں خود بھی کئی ماہ سے پیشاب کی سوزش سے تکلیف میں ہوں۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار محمد ایوب خان بہادر لفٹنٹ او۔ بی۔ آئی۔ مراد آباد (۶) میری لڑکی بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ کریم اپنا فضل کرے۔ خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی۔ (۷) میرا لڑکا سلطان احمد جو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پاتا ہے بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ نیز گاؤں میں احمدیوں کی سخت مخالفت کی جا رہی۔ اور نقصان پہنچایا جا رہا ہے اس کے لئے بھی دعا کی جائے۔ کہ خدا تعالےٰ مخالفین کی شرارتوں سے بچائے۔ خاکسار محمد الدین از تہال تحصیل کھاریاں:۔ (۸) مجھ پر مخالفین نے جو جھوٹا مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ وہ نازک صورت اختیار کر رہا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ خاکسار مولا بخش نمبردار چک نمبر ۳۵۔ جنوبی:۔ (۹) میرا خالہ زاد بھائی سید میاں شاہ بخار اور کھانسی سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار غلام جیلانی شاہ چک نمبر ۱۱۶۔ سرگودہا۔ (۱۰) خاکسار بیکاری کی وجہ سے مشکلات میں ہے۔ اکیلا ہی احمدی ہونے کی وجہ سے مخالفین درپے آزار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ خاکسار عطا محمد حفر آباد:۔ (۱۱) خاکسار خانگی مشکلات میں ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد ابراہیم کلرک گوجرہ (۱۲) میرے ایک قریب رشتہ دار میاں نجم الدین صاحب بعارضہ سل و دق بیمار ہیں۔ دوست درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید احتشام الدین احمد کوہمی۔ (۱۳) ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مبلغ امریکہ بیمار ہیں۔ دوست ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان:۔ (۱۴) میرا لڑکا فیض احمد بیمار ہے۔ اور بیماری خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ احباب شفایابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار اللہ رکھا چک نمبر ۹۹ سرگودہا

دعائے مغفرت (۱) میرے ایک بزرگ محمد شفیع صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محمد شفیع از موہلہ:۔ (۲) میرا لڑکا بشیر احمد ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ فوت ہو گیا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار حسین بخش صوبہ ڈیرہ سندھ۔ (۳) مستری عبد القادر صاحب موصی ۵ر اگست ۱۹۳۶ء فوت ہو گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار خادم علی احمدی از کلاسوالہ۔ (۴) خاکسار کی والدہ صاحبہ اور چچا زاد بھائی فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار سلطان احمد طالب تحصیل کھاریاں۔ (۵) میری بیوہ ہمشیرہ جو ننھے ننھے بچوں کی ماں تھی۔ ۹ر اگست فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مغفرت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد الدین از تہال (۶) میرے والد ماجد شیخ چراغ الدین صاحب۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ ۷ر اگست کی شب کو ۸ بجے ایک روز بیمار رہ کر دفعۃً انتقال کر گئے۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ہمارے لئے صبر جمیل کی دعا کی جائے۔ خاکسار شیخ اقبال الدین۔ مولوی فاضل۔ بہاول نگر:۔ (۷) میرا پوتا محمود احمد ۶۔ اگست چند گھنٹے بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار شیخ فضل کریم۔ اکال گڑھ۔ (۸) برادر اللہ دتا صاحب کی والدہ کا انتقال ۹ر اگست کو ہو گیا۔ مرحومہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد محنت سے بچوں کی پرورش کر رہی تھی۔ بچے اب بالکل کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار مرزا غلام احمد نوشہرہ چھاؤنی:۔

"الفضل" کے لئے درخواست میں عرصہ سے بے روزگار ہوں حتے الوسع تبلیغ میں ساعی رہتا ہوں۔ لیکن مرکز کے تازہ بتازہ حالات سے محروم ہے۔ اگر کوئی دوست ایک سال کے لئے الفضل جاری کرا دیں۔ تو مہربانی ہوگی۔ خاکسار یوسف شاہ احمدی موضع گندف ڈاکخانہ تربیلہ تحصیل ہری پور۔ ضلع ہزارہ:۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا (سورۃ مائدہ)

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

اس قصہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا کچھ ارشاد چند روز ہوئے "الفضل" میں چھپا تھا۔ عام طور پر یہ مشہور ہے۔ کہ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کر دیا۔ تو وہ اس کی نعش کو لئے لئے پھرا۔ اور نہ جانتا تھا۔ کہ کیا کرے۔ کیونکہ اس وقت آدم کی اولاد میں کوئی مرا نہ تھا۔ نہ دفن ہوا تھا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے ایک کوّے کو مبعوث کیا۔ وہ کوّا قابیل کے سامنے آیا۔ اور اس نے زمین میں گڑھا کھود کر ایک اور مُردہ کوّے کے لاشہ کو اس میں دبا دیا۔ اس سے قابیل نے دفن کرنا سیکھ کر ہابیل کی نعش کو بھی ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔

خاکسار کو اس قصہ کے اس حصہ سے جس میں کوّے کو کوّے نے دفن کیا۔ اختلاف تھا۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ایک کوّا دوسرے مرے ہوئے کوّے کو دیکھ کر نہایت غل مچاتا۔ ڈرتا۔ اور دور دور رہتا ہے۔ نہ کہ اس کے پاس جا کر گڑھا کھود کر پھر اُسے اپنی چونچ سے کھینچ کر دفن کرتا ہے۔ ایسی بات تو کوّے کی فطرت کے بالکل برخلاف ہے:۔

مجھے ذاتی طور پر یہ قصہ اس طرح حل ہوا۔ کہ ایک دفعہ میں نے اپنے مکان کے سامنے باغیچہ کے اندر ایک کوّے کو بار بار اسی طرح کا ایک فعل کرتے دیکھا۔ ہمارے ہاں ایک کتا تھا جسے صبح روٹیوں کے ٹکڑے ڈال دیئے جاتے تھے۔ ایک کوّا سامنے درخت پر سے روزانہ اس وقت اُترتا اور ایک بڑا سا روٹی کا ٹکڑا اُچک کر کتے کے سامنے سے لے جاتا۔ اور درخت پر بیٹھ کر خوب کھاتا۔ جب کھا چکتا۔ تو پسماندہ ٹکڑا لے کر اسی درخت کے قریب زمین اپنی چونچ سے کھودتا۔ وہاں کی مٹی ریتلی اور نرم تھی۔ مٹی ہٹا کر وہ ٹکڑا اس گڑھے میں رکھ کر اوپر سے پھر چونچ سے مٹی اس طرح اچھالتا۔ کہ ٹکڑا مخفی ہو جاتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

مملکتِ نظام اور آریہ سماجی

ریاست حیدر آباد دکن جہاں اپنی شان وشوکت اور وسعت کے لحاظ سے ہندوستانی ریاستوں میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ وہاں رعایا کے تمام طبقوں کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ سلوک کرنے اور ہر مذہب وملت کے لوگوں کو مذہبی امور میں جائز آزادی دینے میں بھی اپنی مثال آپ ہی ہے یہ شرف حیدر آباد دکن کو ہی حاصل ہے۔ کہ اس نے غیر مسلم مذہبی اداروں کو بیش قیمت اور مستقل جاگیریں عطا کر رکھی ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ ان کو امدادی طور پر دیا جاتا ہے۔ ہر قسم کی سہولتیں اور آسانیاں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے کچھ عرصہ سے آریہ سماجیوں نے جہاں حدود ریاست میں خلاف امن اور خلاف قانون جدوجہد شروع کر رکھی ہے وہاں انگریزی علاقہ میں بھی ریاست کے خلاف شورش پیدا کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔

اگر آریوں میں احسان شناسی کا مادہ ہوتا۔ اور اگر نہیں تو انصاف پسندی سے ہی کچھ حصہ رکھتے۔ تو اس حسن سلوک کو نظر انداز نہ کر دیتے۔ جو آریہ سماج کی پیدائش سے لے کر اس وقت تک حیدر آباد کی وسیع حدود میں ان کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ اور جس کا اعتراف انہیں اب بھی ہے۔ چنانچہ "انٹرنیشنل آرین لیگ" کے پریذیڈنٹ صاحب نے جن کا یہ دعوٰے ہے کہ ان کی لیگ "ہندوستان اور غیر ممالک کے آریہ سماجیوں کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت ہے" جو میموریل حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

"آپ کی ریاست میں آریہ سماج سالہا سال سے کام کر رہی ہے۔ آپ کی رعایا کے بہت سے وفادار اور مشہور افراد۔ اور سرکاری ملازم آریہ سماجی رہے ہیں۔ اور حیدر آباد ہائی کورٹ کے دو فاضل جج اپنے عہدہ کے دوران میں آریہ سماج کے پریذیڈنٹ اور رجسٹرڈ ممبر رہ چکے ہیں۔ آریہ سماج اور آپ کی گورنمنٹ کے تعلقات ہمیشہ نہایت خوشگوار رہے ہیں۔ ایک طرف سے ہمیشہ وفاداری اور دوسری طرف سے فیاضانہ سرپرستی کا اظہار ہوتا رہا ہے۔ حال ہی میں آپ نے پھر ایک اعلان کے ذریعہ مذہبی غیر جانبداری اور مذہبی پراپیگنڈا کی آزادی کے چارٹر کا اعادہ کیا ہے"۔

اس سے بھی ثابت ہے۔ کہ مملکت حیدر آباد میں آریہ سماج ایک لمبے عرصہ سے اپنا کام پوری آزادی اور سہولت کے ساتھ کرتی چلی آ رہی ہے۔ ریاست نے اپنی مسلمہ رواداری اور انصاف پسندی سے بڑے بڑے ذمہ داری کے عہدے آریہ سماجیوں کو عطا کئے۔ آریہ سماج کے پریذیڈنٹ اور رجسٹرڈ ممبر ہائی کورٹ کی ججی تک پہنچائے گئے۔ آریوں کی فیاضانہ سرپرستی کی گئی۔ اور اسی پالیسی کو جاری رکھنے کے متعلق اور ان غلط بیانیوں اور فتنہ انگیزیوں کے انسداد کے لئے جو بعض شورش پسند لوگوں کی طرف سے پھیلائی گئیں۔ مذہبی غیر جانبداری اور مذہبی پراپیگنڈا کی آزادی کے چارٹر کا حال ہی میں اعادہ کیا گیا۔ مگر باوجود یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے آریوں کی طرف سے مخالفانہ شور مچایا جا رہا تھا کہ نہایت ہی خیرہ چشمی سے شورش اور فتنہ پیدا کرنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔

اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ آریوں کو اب جو شکایت پیدا ہوئی ہے۔ اس میں حقیقت کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے۔ تو بھی قابل غور سوال یہ ہے کہ جو حکومت بقول ان کے سالہا سال سے آریوں کی "فیاضانہ سرپرستی" کرتی چلی آ رہی ہے۔ جس نے آریوں کو بڑے بڑے عہدوں پر متمکن کیا جس نے ہمیشہ مذہبی غیر جانبداری اور مذہبی پراپیگنڈا کی آزادی دی۔ اس کی کوئی کارروائی مذہبی آزادی میں مداخلت کس طرح قرار دی جا سکتی ہے۔ وہ یقیناً احترام قانون اور قیام امن وامان کے لئے ضروری ہوگی۔ اور اس کی ضرورت بعض عاقبت نااندیش اور شوریدہ سر آریوں نے خود پیدا کی ہوگی۔ چنانچہ حقیقت یہی ہے۔ کچھ عرصہ سے بیرون ریاست کے بعض آریوں نے ریاست میں پھر پھر کر اسی قسم کی فتنہ پردازی شروع کر رکھی ہے جس قسم کی برطانوی علاقہ میں ان کی وجہ سے رونما ہوتی رہتی ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں ہندو مسلمانوں کی کشیدگی نہایت افسوسناک صورت اختیار کر چکی ہے اور اکثر مقامات پر کشت وخون تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ کئی آریہ لیکچراروں پر مقدمات قائم ہوئے بعض کی زبان بندی کی گئی۔ بعض کا کسی علاقہ میں داخلہ بند کیا گیا۔ پھر آریوں میں جو یہ جذبہ جوش زن ہو رہا ہے۔ کہ بانی آریہ سماج نے ہندوؤں کی مذہبی اور معاشرتی اصلاح کے لئے آریہ سماج قائم نہیں کی بلکہ اس کی غرض یہ ہے۔ کہ "آریہ سوراجیہ" قائم کیا جائے اس کے ماتحت وہ اسلامی ریاستوں میں سیاسی انجمنیں پیدا کرنے میں بھی مصروف پائے جاتے ہیں اور مذہبی پراپیگنڈا کی آڑ میں اسی قسم کی معیوب حرکات وہ حیدر آباد میں بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ذمہ دار حکام ریاست ہر قسم کی احتیاطی کارروائی کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں چونکہ آریہ جانتے ہیں۔ کہ سیاسی شورش انگیزیوں کو حق بجانب ثابت کرنا۔ اور ان کے انسداد کے متعلق حکام ریاست کی ضروری تدابیر کو ناجائز قرار دینا ان کے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے وہ اپنی شورش پر مذہبی غلاف چڑھائے رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ "انٹرنیشنل آرین لیگ" کے پریذیڈنٹ نے جو میموریل حکومت نظام کو بھیجا ہے۔ اسے شروع ہی ان الفاظ سے کیا ہے۔ کہ

"آریہ سماج ایک خالص مذہبی جماعت ہے۔ جسے مہرشی دیانند سرسوتی نے ویدک دھرم اور ویدک تمدن کو تمام سنسار میں زندہ کرنے اور مقدس ویدوں کا پیغام دنیا کے مختلف حصوں میں پہنچانے کے لئے قائم کیا تھا"۔

اگر اس دعوے کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو بھی آریہ سماج اپنی درشت کلامی اور بدگوئی سے مذہبی منافرت پھیلانے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کے باہمی تعلقات کو بگاڑنے میں جس طرح روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ اسے کوئی ایسی حکومت قطعاً برداشت نہیں کر سکتی جس میں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہوں۔ اور جو ان کے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھنا چاہتی ہو۔ لیکن یہ بات سرے سے ہی غلط ہے۔ کہ "آریہ سماج ایک خالص مذہبی جماعت ہے" حقیقت یہ ہے۔ جو بارہا آشکار ہو چکی ہے۔ کہ آریہ سماجی مذہب کے پردہ میں ہر جگہ سیاسی اور پولٹیکل قبضہ واقتدار حاصل کرنا۔ اور "آریہ سوراجیہ" قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا کھلم کھلا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں چنانچہ حال ہی میں مشہور آریہ سماجی اخبار "پرتاپ" (۲۳ جولائی ۱۹۳۴ء) نے "آریہ سماج اور سیاسیات" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس میں بیان کیا ہے۔ کہ:۔

"رشی دیانند نے آریہ سماج کو منش ماتر کے اپکار (لوگوں کی بھلائی) کے لئے قائم کیا ہے۔ ان کی یہ خواہش تھی۔ کہ ہندوستان میں ہندوستانیوں کی حکومت ہو۔ . . . . اگر انہوں نے آریہ سماج کو جنم دیا۔ تو صرف اس لئے نہیں۔ کہ وہ ہندوؤں میں

مذہبی اور معاشرتی اصلاح کرے۔ بلکہ ان کا مقصد اس سے بہت بلند تھا۔ وہ سنسار میں آریہ سوراجیہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ اور اس طرح سب ممالک کو ایک جھنڈے تلے لاکر ایک بین الاقوامی آریہ سلطنت قائم ہوئی دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے۔ کہ آریہ سماج کا جنم صرف مذہبی اور مجلسی اصلاح کے لئے ہی ہوا تھا"

اس اعلان سے نہ صرف انٹرنیشنل آرین لیگ کے پریذیڈنٹ کے دعوے کی پوری پوری تردید ہوتی ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریوں کے نزدیک ہندوؤں کی مذہبی و معاشرتی اصلاح ایک ادنےٰ امر ہے۔ ان کا اصل مقصد اس سے بہت بلند ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ "آریہ سوراجیہ" قائم کریں۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ اسلامی ریاستوں میں شورش اور فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب گرفت ہوتی ہے تو آریہ سماج کو "ایک خالص مذہبی جماعت" کہنے لگ جاتے ہیں جیسا کہ پریذیڈنٹ آرین لیگ نے کہا ہے ؛

حکومت نظام آریوں کی خلاف امن اور خلاف قانون کارروائیوں کے متعلق جو بھی انسدادی تدابیر اختیار کرے۔ تمام امن پسند اور پابند قانون لوگ ان کی تائید کریں گے۔ اور اس کی اپنی رعایا بے حد شکر گزار ہو گی ؛

تعلیم نسواں میں اصلاح کی ضرورت

لڑکیوں کے تعلیمی کورس اور تعلیمی سکیم کی اہمیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کئی بار بیان فرما چکے ہیں اور بتا چکے ہیں۔ کہ جس رنگ میں دوسرے لوگ لڑکیوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت کے لئے جو دنیا میں اصلاح کے مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ قطعاً مفید نہیں ہو سکتی۔ بلکہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ موجودہ تعلیم نسواں کے مضر ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ اقوام جو عورتوں کی ہر قسم کی بے راہ روی برداشت کرنے کی عادی ہو چکی ہیں۔ وہ بھی چیخ اٹھی ہیں۔ چنانچہ لاس اینجلس (امریکہ) میں تقریر کرتے ہوئے ایک مشہور شخص نے کہا۔

"دنیا میں بدترین اور قابل نفرین بیویاں وہ ہیں۔ جو کالجوں اور زنانہ اسکولوں کی پیداوار ہیں۔ اور جو تعلیم پا کر ہم تک پہنچتی ہیں"

پھر کہا "کالج کی لڑکی جب بیوی بنتی ہے۔ تو وہ دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ خطرناک۔ اور مضرت رساں ہوتی ہے اس میں صرف ایک استثنائی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ کالج کی لڑکیوں سے زیادہ خطرناک زنانہ مدارس کی لڑکیاں ہوتی ہیں"

ہم یہ تو نہیں کہتے۔ کہ اس بیان کو لفظ بلفظ درست تسلیم کر لیا جائے۔ ممکن ہے۔ اس میں کچھ مبالغہ کو بھی دخل ہو۔ مگر اس میں کیا شک ہے۔ کہ اگر موجودہ طریق تعلیم اور موجودہ نصاب تعلیم مفید اور فائدہ رساں ہوتا۔ تو کسی کو اس قسم کے خیالات کے اظہار کی جرأت ہی نہ ہو سکتی ؛

جماعت احمدیہ کو اس بارہ میں بے حد احتیاط اور ہوشیاری کا ثبوت دینا چاہئیے۔ اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے۔ اور حضورؑ نے گزشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر اس غرض کے لئے ایک سب کمیٹی بھی مقرر فرمائی ہے۔ تعلیم نسواں کو ان لائنوں پر چلانا چاہیئے۔ جو اپنی جماعت کے لئے ہر لحاظ سے مفید اور دوسروں کے لئے نمونہ ہو ؛

پیشگوئی کی تعیین و تشریح

مولوی احمد سعید صاحب ناظم "جمعیۃ العلماء" کی ایک تقریر یکم اگست کے اخبار "الجمعیۃ" میں شائع ہوئی ہے جس کا ایک فقرہ یہ ہے :-

"سورہ فتحنا حدیبیہ کی واپسی پر مکہ مدینہ کے مابین نازل ہوئی تھی۔ جب حضورؐ نے سورت پڑھ کر سنائی۔ تو ایک صحابی نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا یہی فتح ہے۔ کہ ایک کمزور معاہدہ کر کے بدوں عمرہ کئے مدینہ کو واپس جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہی فتح ہے۔ کیا کفار کی اخلاقی شکست اور ہماری اخلاقی فتح حقیقی فتح کا پیش خیمہ نہیں ہے"

اس بارہ میں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقعہ پر عمرہ کا عزم الہام الہٰی کی بنا پر کیا تھا۔ لیکن آپ معاہدہ کر کے بغیر عمرہ کئے واپس تشریف لے آئے۔ اور معاہدہ بھی وہ جسے بعض مسلمان بھی کمزوری کی علامت سمجھتے تھے۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بعض اوقات بہ تقاضائے بشریت نبی بھی پیشگوئی کی پوری پوری تعیین نہیں کر سکتا۔ اور پیشگوئی پوری ہو کر خود ہی اپنی وضاحت کر سکتی ہے ؛

بدھوں اور ہندوؤں میں فرق

کچھ عرصہ ہوا۔ ہندوؤں نے جاپان کے ساتھ خواہ مخواہ اپنا مذہبی رشتہ جوڑا۔ اور اس پر بہت کچھ فخر کا اظہار کیا تھا۔ اسی بنا پر ہندو مہاسبھا نے جاپانیوں کی ایک مذہبی کانفرنس میں جو ٹوکیو میں منعقد ہوئی۔ اپنے نمائندے بھیجے۔ اور ان کی وساطت سے بھائی پرمانند جی نے اپنا پیغام محبت اہل جاپان تک پہنچانا چاہا۔ مگر جو سلوک ان نمائندوں کے ساتھ کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ بدھ مذہب کے لوگ ہندوؤں سے اپنا کسی قسم کا تعلق نہیں سمجھتے۔ اور نہ انہیں کوئی وقعت دینے کے لئے تیار ہیں۔

چنانچہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بدھ کانفرنس میں ہندو مہاسبھا کے ڈیلی گیشن کو ڈیلی گیٹوں میں شامل کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ بدھ کانفرنس والوں نے ان سے مہمانوں کا سا سلوک کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ ہندوستان کے بدھ ڈیلی گیٹوں کے بلاک میں بیٹھنے تک کی اجازت نہ دی گئی۔ بلکہ وزیٹروں کی سب سے آخری لائن میں بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ ہندوستان کے بدھسٹ ڈیلی گیٹوں نے ان کے ساتھ فوٹو کھچوانے تک سے انکار کر دیا ؛

اس سے ظاہر ہے۔ کہ بدھوں اور ہندوؤں میں مذہبی لحاظ سے زمین آسمان کا فرق ہے۔ جو درجہ ہندوؤں نے اچھوتوں کو دے رکھا ہے۔ وہی درجہ بدھوں کے نزدیک ہندوؤں کا ہے۔ اور جاپان ایسا ترقی یافتہ ملک بھی ہندوؤں کو اس درجہ سے اوپر سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہے ؛

شریفانہ رویہ

لونگ مین گرین اینڈ کو کی شائع کردہ ایک درسی کتاب "مینز گریٹ ایڈونچر" از ساؤتھ ولڈ میں بعض ایسے فقرات درج تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے سراسر خلاف تھے۔ اور جن کی وجہ سے مسلمانوں میں ناراضگی کے جذبات پیدا ہو گئے لیکن جب مذکورہ بالا فرم کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے فوراً غلطی کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ فرم کے نمائندہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے :-

"میری فرم نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے کتاب مذکور کے وہ صفحات (۱۲۸ سے لے کر ۱۳۵ تک اور ۲۵۶) جن میں رسول پاک کا ذکر آتا تھا۔ حذف کر دیئے ہیں۔ اور فرم کوشش کر رہی ہے۔ کہ اس وقت تک کتاب کے جو نسخے فروخت ہو چکے ہیں۔ انہیں واپس کر لیا جائے۔ اور ان کی جگہ جدید نسخے مہیا کر دیئے جائیں" ؛

اسلام اور بانیٔ اسلام کے سوانح زندگی سے ناواقفیت کی وجہ سے کسی غیر مسلم کو غلطی لگ سکتی ہے۔ لیکن غلطی سے آگاہ کئے جانے پر اصلاح کر لینا ایسا رویہ ہے۔ جس کی کسی شریف انسان سے ہی توقع کی جا سکتی ہے۔ اور جس کا ثبوت لونگ مین گرین اینڈ کو نے پیش کیا ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی دعوتِ ولیمہ

دعوتِ طعام اور اسلامی آداب

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے کئی دفعہ اپنے خطبات میں

جماعت کے احباب

کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ مومن کا ہر کام عقل کے ماتحت ہونا چاہیئے۔

مومن اور بیوقوفی

جمع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ بے وقوفی کی بات پر لوگ ہنسا کرتے ہیں۔ اور مومن اپنی کامیاب راہوں میں

ہنسی کے قابل

نہیں ہوتا۔ دشمن ہنسے تو ہنسے۔ جائز طور پر اس کی کسی بات پر ہنسی نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے مومن کو عزت کے لئے بنایا ہے۔ ہنسی کے لئے نہیں بنایا۔ اور جسے خدا نے عزت کے لئے بنایا ہو۔ اس کی باتیں ہنسی کے قابل نہیں ہونی چاہئیں۔ تاکہ وہ اس مقام سے نہ گر جائے۔ جس پر خدا تعالیٰ نے اسے کھڑا کیا ہے مگر باوجود بار بار توجہ دلائے جانے کے ہمارے احباب ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں۔ جو بعض دفعہ

غلط اخلاص

کی وجہ سے بعض دفعہ غلط محبت کی وجہ سے بعض دفعہ بے وقوفی کی وجہ سے۔ اور بعض دفعہ بعض لوگوں کی منافقت کی وجہ سے مضحکہ انگیز ہو جاتی ہیں:

پچھلے دنوں

ایک واقعہ

ہمیں یہاں ایسا پیش آیا ہے۔ کہ گو میں اپنی طبیعت کے لحاظ سے اس کے بیان کرنے پر شرم محسوس کرتا ہوں۔ یا اس لئے کہ اپنے دوستوں کے نقص کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ مجھے اس کے بیان کرنے پر شرم محسوس ہوتی ہے۔ مگر چونکہ میرے سپرد

جماعت کی تربیت کا کام

بھی ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے۔ کہ گو مجھے اس کے بیان کرنے پر شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ لوگوں کے سامنے بیان کروں:

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شادی

جب حضرت حفصہؓ سے ہوئی۔ مجھے صحیح نام یاد نہیں۔ غالب طور پر میرے ذہن میں اس وقت یہی ہے۔ کہ حضرت حفصہؓ ہی تھیں۔ اس وقت بعض لوگوں کو ولیمہ پر بلایا گیا۔ جب کھانا وغیرہ کھا چکے۔ تو لوگ اسی جگہ بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگ گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے۔ کہ لوگوں نے جب کھانا کھا لیا ہے۔ تو چلے جائیں۔ اور اگر باتیں ہی کرنی ہوں۔ تو باہر جا کر کریں۔ مگر آپ

حیا کی وجہ

سے ان سے کہہ نہ سکتے تھے۔ کہ اٹھ جاؤ۔ آپ خاموش رہے اس پر خدا تعالےٰ نے یہ حکم نازل کیا۔ کہ جب کسی کے ہاں کھانا کھانے جاؤ۔ تو کھا کر وہاں بیٹھے نہ رہو۔ بلکہ جب کھانا چکو۔ تو چلے آؤ۔ تب آپ نے اس حکم کو بیان کیا۔ گو اس کے بیان کرتے وقت بھی آپ شرم محسوس کرتے تھے۔ اب ہمارے لئے سب احکام قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اور گو ہمیں بھی بعض دفعہ شرم محسوس ہو۔ مگر

قرآنی احکام

کے مطابق جماعت کی تربیت کے لحاظ سے بعض امور بیان کرنے ہی پڑتے ہیں۔ وہ واقعہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے

میرے لڑکے کے ولیمہ کی دعوت

ہے۔ ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان میں ۸ ہزار کے قریب ہے یعنی ان گاؤں کے احمدیوں کو ملا کر جو ایک رنگ میں قادیان کا ہی حصہ ہیں۔ اتنی آبادی ہے۔ سات ہزار دو سو سے کچھ اوپر تو

قادیان کی احمدی آبادی

ہے۔ اور باقی ۸ سو ملحقہ دیہات کے احمدیوں کی۔ آج سے چند سال پہلے یہاں پانچ اور چھ سو کی آبادی ہندو اور سکھوں کی تھی۔ دو سو چوہڑوں کی تھی۔ ہزار کے قریب غیر احمدیوں کی تھی۔ ان سب کو اگر ملا لیا جائے۔ تو سترہ اٹھارہ سو آبادی بنتی ہے۔ ۷۲ سو میں سے ۱۸ سو نکال دیئے جائیں۔ تو ۵۴ سو آبادی اس وقت احمدیوں کی تھی۔ اس کے بعد جو دوسرے لوگ تھے۔ ان میں سے کچھ احمدی ہو گئے۔ چوہڑوں کی آبادی کم ہو گئی۔ [illegible] اچھا خاصہ [illegible] ہو گیا اگر اس زیادتی کو ملا لیا جائے۔ تو احمدیوں کی تعداد چون سو سے اٹھاون سو بن جاتی ہے۔ اسی عرصہ میں دو ہزار کے قریب آبادی احمدیوں کی اور بڑھ گئی۔ کیونکہ اگر ہر سال سوا سو مکان کی اوسط رکھی جائے۔ تو قریباً

پانچ سو نیا مکان

قادیان میں اور بنا ہے۔ فی مکان اگر چار کس کی آبادی فرض کر لی جائے۔ گو بعض گھروں میں اس سے زیادہ آبادی ہوتی ہے تو دو ہزار کے قریب احمدی آبادی زیادہ ہوئی۔ اگر کہا جائے کہ بعض نئے مکان ایسے لوگوں نے بنائے ہیں۔ جو پہلے سے یہاں

کرایہ کے مکانوں میں

رہتے تھے۔ اور ایسے لوگوں کی تعداد ۴۔۵ سو فرض کر لی جائے۔ تو بھی اس تعداد کو منہا کر کے ۱۵۔۱۶ سو آدمی رہ جاتے ہیں۔ اٹھاون سو اور پندرہ سو ۷۳ سو ہو جاتے ہیں۔ گویا اب قادیان کی احمدی آبادی سات ہزار تین سو افراد پر مشتمل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھنے والی آبادی ہے ان تمام لوگوں کی

دعوت کا انتظام

نہ تو خاص اہتمام سے کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی مالی لحاظ سے

سوائے خاص مالداروں کے لوگوں کو اتنی وسعت ہوتی ہے کہ اس قدر بار برداشت کرسکیں۔ اسی وجہ سے یہاں دعوۃ کے دائرہ کو محدود کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے لڑکے ناصر احمد کے ولیمہ کے موقعہ پر منتظمین کو ہدایت دی تھی کہ وہ محلہ وار دعوت کے لئے

نمائندوں کا انتخاب

کرلیں۔ کچھ قریب والے دیہات کے احمدی بلالئے۔ کچھ یتامیٰ و مساکین اور دارالشیوخ کے لڑکے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اور صدر انجمن کے کارکنوں کو شامل کرکے ایک ہزار کے قریب افراد کا اندازہ کیا گیا۔ اور کھانا جو تیار کیا گیا۔ وہ چودہ سو کا تھا۔ کیونکہ کچھ کھلانے والے بھی ہوتے ہیں۔ انہوں نے بھی کھانا کھانا ہوتا ہے۔ کچھ گھروں میں کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جب کھانے کا وقت آیا۔ اور کھانا دینے میں بہت دیر ہوگئی۔ تو میں شور سنکر باہر آیا۔ اس وقت مجھے بتایا گیا۔ کہ ۱۲ سو کے قریب آدمی جمع ہوچکے ہیں۔ اور ابھی سڑکیں آنے والے لوگوں سے بھری پڑی ہیں۔ اور لوگ بڑی کثرت سے آرہے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کھانا ان سب کو کس طرح کھلایا جاسکتا ہے۔ میں نے دفتر والوں پر

ناراضگی کا اظہار

کیا۔ کہ یہ تمہارا قصور ہے۔ تمہیں ٹکٹ جاری کرنے چاہیئے تھے۔ اب مجھ سے مشورہ لینے کا کیا فائدہ۔ دس پندرہ منٹ کے بعد جب دوبارہ اندازہ لگایا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ دو ہزار آدمی اکٹھا ہوچکا ہے۔ آخر یہ تجویز کی گئی۔ کہ صدر انجمن کے تمام کارکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ اور بہت سے طالب علم اٹھا لئے جائیں۔ ان لوگوں کو اٹھا کر کہا گیا کہ آپ پھر کھانا کھالیں پہلے اور لوگوں کو کھانا کھلا لیا جائے۔ اندازاً چھ سو کے قریب لوگ تھے۔ جنہیں اٹھایا گیا۔ لیکن پھر بھی اندازہ یہ تھا۔ کہ جن لوگوں نے کھانا کھایا۔ وہ ۱۷-۱۸ سو تھے۔ جو چھ سو اٹھائے گئے۔ انہیں رات کے بارہ بجے کے بعد کچھ چاول تیار کرکے تھوڑے تھوڑے کھلا دیئے گئے۔ اور علاوہ ازیں دوسرے دن ان کی دعوت بھی کردی گئی۔ مجھے

زیادہ افسوس

طالب علموں کا رہا۔ کہ دوسرے دن انہوں نے رخصت پر چلے جانا تھا۔ رات کو وہ یوں بھوکے رہے۔ اور صبح سویرے بغیر دعوت میں شامل ہوئے چھٹیوں پر اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

یہ ایک ایسی غلطی ہے۔ جس کی اصلاح ہونی نہایت ضروری ہے

ساڑھے سات ہزار کے قریب جہاں آبادی ہو۔ وہاں اول تو اخراجات کے لحاظ سے ہی محدود ذرائع کے آدمی کے لئے

سب کی دعوت کا انتظام

کرنا ناقابل برداشت ہے۔ اور اگر دو اڑھائی ہزار روپیہ خرچ کرکے سب کو دعوت دی بھی جائے۔ تو بھی سب کو ایک انتظام کے ماتحت کھانا کھلانا سخت مشکل ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں کے متعلق ہی دیکھ لو۔ دال روٹی یا شوربہ روٹی کھلائی جاتی ہے لیکن انتظام کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ مہینوں پہلے انتظام شروع کردیا جاتا ہے۔ جلسہ کے دنوں میں

قادیان کے تمام احمدی

دن رات کام کرتے ہیں۔ مہمانوں سے بھی کام لیا جاتا ہے تب کہیں جاکر کام ہوتا ہے۔ پس نہ تو اتنی بڑی دعوت کا انتظام آسانی سے ہوسکتا ہے۔ اور نہ مالی لحاظ سے اس قدر خرچ برداشت کیا جاسکتا ہے پس ہر دوست کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی باتوں کو

عملی جامہ پہنانا

انسانی طاقت کے لئے ناممکن ہے۔ اور جو ناممکن ہو۔ اسے کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

میں جانتا ہوں۔ کہ بعض لوگ طبعی طور پر

محبت کے جذبات

کے ماتحت یہ برداشت نہیں کرسکتے۔ کہ وہ ہماری دعوت کھانے سے محروم رہیں۔ میں ان کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن

ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہیئے

جب عقل کا قبضہ اٹھ جاتا ہے۔ تو محبت بیوقوفی کا رنگ اختیار کرلیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی شخص تھا جس کی کسی

ریچھ سے دوستی

ہوگئی۔ ایک دفعہ اس کی ماں بیمار ہوئی۔ وہ ریچھ کو ایک کرا آدمی کر اپنی والدہ کے پاس بٹھا گیا۔ تاکہ وہ مکھیاں اڑاتا رہے۔ مکھی جب بیٹھے۔ تو ریچھ اڑا دے۔ مگر تھوڑی دیر بعد پھر آ بیٹھے۔ آخر اس محبت کے جوش میں کہ بار بار کیوں مکھی بیٹھتی ہے۔ وہ ایک بڑی سی پتھر کی سل اٹھا لایا۔ اور جب پھر مکھی بیٹھی۔ تو اس نے زور سے وہ سل دے ماری۔ مکھی تو مر گئی۔ مگر وہ عورت بھی ساتھ ہی رخصت ہوگئی۔ اب ریچھ نے ظاہر تو محبت ہی کی تھی۔ مگر کوئی عقلمند اسے محبت تسلیم نہیں کرسکتا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

ہمارے سامنے ہے۔ آپ سے زیادہ کوئی مہربان نہیں ہوسکتا آپ کی ایک شخص نے دعوت کی۔ اور چار اور صحابہ کو بھی مدعو کیا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس شخص کے مکان کی طرف چلے۔ تو ایک اور شخص بھی ساتھ شامل ہوگیا۔ جب آپ دروازہ پر پہنچے۔ تو اس شخص سے جس نے دعوت کی تھی۔ فرمایا کہ تم نے میری اور چار اور دوستوں کی دعوت کی تھی۔ ہمارے ساتھ یہ بھی شامل ہوگیا ہے۔ اگر اجازت ہو۔ تو آجائے۔ نہیں تو واپس چلا جائے۔ چونکہ جہاں پانچ کے لئے کھانا پکایا گیا ہو وہاں چھٹا شخص اگر آجائے۔ تو کوئی خاص تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اس لئے اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میری طرف سے اجازت ہے۔ یہ شخص بھی آجائے۔ تو

شریعت کا حکم

یہی ہے۔ کہ جسے دعوت میں بلایا جائے۔ وہی شریک ہو۔ مگر میرے لڑکے کے ولیمہ کی دعوت میں

ایک طبقہ

ایسا شریک ہوا۔ جو بن بلائے چلا آیا۔ ان میں سے بعض مخلصین بھی تھے۔ ممکن ہے اگر مجھے وہ یاد آجاتے۔ تو میں خود ہی انہیں بلا لیتا۔ مگر چونکہ ان کا نام میرے ذہن میں نہ آیا۔ اس لئے نہ بلا سکا۔ کل مسجد میں ہی کئی لوگوں کو دیکھ کر مجھے خیال آیا۔ کہ اگر انہیں بلا لیا جاتا۔ تو اچھا ہوتا۔ مگر سات آٹھ ہزار کی آبادی میں سے بعض کا نام رہ جانا قدرتی امر ہے۔ حالانکہ

ناموں کی فہرست

جو میں لکھ سکتا ہوں۔ قادیان میں کوئی ایک آدمی اتنی لمبی فہرست نہیں لکھ سکتا۔ مجھے لوگوں کے نام۔ ان کے پتے اور ان کی شکلیں بہت یاد رہتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ خدا تعالےٰ نے اس بارے میں میرا حافظہ بہت اچھا بنایا ہے۔ کئی لوگ رہ گئے۔ حتیٰ کہ کئی اچھے اچھے تعلق رکھنے والے رہ گئے۔ مثلاً

درد صاحب کا خاندان

ہی رہ گیا۔ حالانکہ درد صاحب کے خاندان سے ہمارے خاندان کا بہت پرانا تعلق ہے۔ صوفی عبدالقدیر صاحب جو مولوی عبداللہ صاحب سنوری کے لڑکے ہیں۔ ان کا نام رہ گیا۔ حالانکہ مولوی عبداللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت عزیز تھے۔ اور قدیم صحابہ میں سے تھے۔ اور ان لوگوں کو ہم

اپنے خاندان کا حصہ

سمجھتے ہیں۔ اسی طرح میرے بہنوئی عبداللہ خانصاحب ہیں۔ ان کا نام رہ گیا۔ اور یہ نام فہرست کے آخر میں شامل کئے گئے۔ تو انسان کبھی بھول جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ گو نام سب کے ذہن میں موجود ہوتے ہیں۔ مگر انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مال تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ایک شخص رہ گیا۔ ایک دوسرے شخص نے جو اس کا دوست تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یا رسول اللہ

یہ بھی تو مومن ہے۔ اسے بھی دیجئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے دوبارہ کہا۔ آپ پھر خاموش رہے۔ سہ بارہ کہا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کبھی مومن کو چھوڑ دیتا۔ اور ایک

کمزور شخص

کو مال دے دیتا ہوں۔ اس لئے کہ تا کمزور شخص کو ٹھوکر نہ لگے۔ تو بعض دفعہ مومنوں کو چھوڑ دیا جاتا۔ اور منافقوں کو لے لیا جاتا ہے۔ تا انہیں ٹھوکر نہ لگے۔ کیونکہ اگر مومن کو نہ بلایا گیا۔ تو وہ تو کہدے گا۔ اس میں کیا حرج ہے۔ مگر منافق ڈھنڈورا پیٹتا پھرے گا۔ کہ ہم احمدی ہیں۔ ہمیں کیوں نہیں بلایا گیا۔ پس مومنوں کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہمیں دعوت میں شاید اس لئے نہیں بلایا گیا۔ کہ ہم مومن نہیں۔ بلکہ انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ بسا اوقات منافقوں کو شامل کر لیا جاتا اور مومنوں کو رہنے دیا جاتا ہے۔ تا منافق بالکل ہی پھسل نہ جائے اور پھر جب مجبوری ہو۔ تو پھر مومنوں میں سے بھی انتخاب ہی کرنا پڑتا ہے۔ گو میں سمجھتا ہوں۔ ایسے لوگوں کو بھی اگر شکوہ پیدا ہو۔ تو وہ قابل قدر ہے۔ لیکن

محبت والا شکوہ

دور کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔

پھر میں نے دیکھا کچھ ایسے لوگ تھے۔ جنہوں نے اپنی غفلت سے یہ سمجھ لیا۔ کہ ہمارا بچہ چھوٹا سا ہے۔ اگر یہ

ولیمہ کی دعوت

میں شریک ہو گیا۔ تو ہزار ڈیڑھ ہزار کے قریب آدمیوں میں کیا حرج ہو گا۔ اور اس طرح ہر شخص جہاں خود آیا۔ وہاں اپنے بچوں کو ساتھ لا کر تعداد میں اس نے غیر معمولی اضافہ کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دعوت میں

پانچ چھ سو بچے

شریک تھے۔ حالانکہ عام طور پر بچوں کو ہم نے مدعو نہیں کیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض رشتہ داروں کے بچے مدعو تھے مگر ایسے مواقع پر رشتہ داروں سے قدرتاً

ممتاز سلوک

کرنا پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ نادانی کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ دنیوی رشتہ سے دینی رشتہ بہر حال مقدم ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ

دینی رشتہ

کو ایک تقدم حاصل ہوتا ہے۔ مگر جہاں دینی اور دنیاوی دونوں رشتے مل جائیں۔ وہاں بہر حال ان رشتہ داروں کو مقدم کرنا پڑتا ہے کیونکہ ان میں دو وجوہ جمع ہو گئے۔ دینی رشتہ داری بھی۔ اور دنیاوی رشتہ داری بھی۔ پس گو بعض رشتہ داروں کے بچوں کو بلایا گیا۔

بعض جگہ کسی استاد کے بچوں کو شامل کر لیا گیا۔ کیونکہ استاد باپ کی طرح ہوتا ہے۔ یا بچوں کا استاد ہو۔ تو اس کے بچوں کا خیال رکھ لیا۔ اور اس طرح انہیں دوسروں پر ترجیح دے دی مگر یہ

ذاتی تعلقات کا حصہ

بہت قلیل تھا۔ اور اس میں چند بچے شامل تھے۔ لیکن باقی تمام بچے ایسے تھے جنہیں بلایا نہیں گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمیں تاریخوں پر غور کرنے سے کبھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ولیموں میں بچے بلائے جاتے ہوں۔ یہ تو ایک

دعا کی تحریک

ہوتی ہے۔ اور اس میں بڑی عمر کے لوگوں کا شریک ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مگر مجھے بتایا گیا۔ کہ پانچ چھ سو کے قریب بچے دعوت میں شامل تھے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہر شخص نے یہ خیال کر لیا ہو گا۔ کہ اگر ایک میرا بچہ چلا گیا۔ تو کیا حرج ہو جائے گا دوسرے نے بھی یہی خیال کر لیا ہو گا۔ کہ اگر ایک میرا بچہ چلا گیا۔ تو کیا حرج ہو جائے گا۔ اور اتنے بڑے ہجوم میں کیا پتہ لگے گا اور بعض شاید اس خیال سے لے گئے ہوں۔ کہ یہ بھی ایک

دینی کام

ہے۔ بچوں میں جوش پیدا ہو گا۔ یہ نیت اچھی ہے۔ لیکن اس کے پورا کرنے کے اس سے بہتر مواقع موجود ہیں۔ مثلاً جمعہ کا موقعہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس وقت جمعہ میں بہت کم بچے ہیں۔ وہ دوست کیوں اپنے بچوں کو جمعہ میں نہیں لائے کیا دعوت جمعہ سے زیادہ دینی کام تھا کہ وہاں تو بچوں کو لے گئے۔ مگر یہاں نہیں لائے۔ جمعہ سے زیادہ کوئی مقدم چیز نہیں۔ میں نے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

سے بشدت و بتکرار سنا ہے۔ کہ عیدین بھی جمعہ کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔ ہمارا مقدس دن جمعہ ہے۔ اور گو مجھے اس کے متعلق

ذاتی تحقیق

کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ حقیقت یہی ہے۔ کیونکہ

جمعہ کا قرآن مجید میں ذکر

آیا ہے۔ مگر عیدین کا نہیں آیا۔ پس جمعہ جیسے مذہبی فریضہ میں تو وہ بچے نظر نہیں آتے۔ مگر دعوت میں نظر آ گئے۔ حالانکہ اگر ان کے مد نظر اپنے بچوں کو دین سکھانا تھا۔ تو وہ یہاں لاتے یہ تو ویسی ہی بات ہے۔ جیسے بچپن میں ایک دوست کو میں نے دیکھا۔ وہ بڑی حرص سے ریوڑیاں کھا رہے تھے۔

طالب علمی کا زمانہ

تھا۔ وہ چھپ چھپ کر اور بڑی حرص سے اس لئے ریوڑیاں کھا رہے تھے۔ کہ کوئی دوسرا ساتھی نہ آ جائے۔ میں نے انہیں دیکھا۔ تو پوچھا اتنی حرص سے آپ ریوڑیاں کیوں کھا رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ کوئی اور جواب دیتے کہنے لگے۔ حضرت صاحب کی سنت ہے۔ میں نے سنا ہے انہیں ریوڑیاں بہت پسند ہیں۔ میں نے کہا حضرت صاحب تو کونین۔ ایسٹرن سیرپ اور دوسری تلخ ادویہ بھی استعمال کیا کرتے ہیں۔ اگر سنت پر ہی عمل کرنا ہے۔ تو وہ بھی پیئو۔ مگر ریوڑیوں کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت

یاد رہی۔ اور تلخ چیزوں کے متعلق خیال بھی نہ کیا۔ اسی طرح بچوں کو دعوت میں تو لے گئے۔ مگر یہاں نہ لائے۔ حالانکہ

اصل دینی کام

یہ ہے۔ اس نقص کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ لوگ اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے بچوں کو ایسی جگہ تو لے جائیں گے۔ جہاں میلہ ہو۔ تماشہ ہو۔ دعوت ہو۔ مگر جمعہ کے دن نہیں لائیں گے۔ اس لئے کہ بچوں کو

گرمی میں آنے سے تکلیف

ہوتی ہے۔ غرض یہ بھی ایک نادانی تھی۔ جس کا بعض دوستوں سے اظہار ہوا۔ مگر ان سب سے زیادہ بری چیز یہ تھی۔ کہ انہوں نے

میزبان کی ہتک

کی۔ آخر جب اتنی کثرت سے لوگ آ جائیں گے۔ اور انہیں کھانے کو نہیں ملے گا۔ تو کیا اس میں میزبان کی عزت ہے لوگ یہی کہتے جائیں گے۔ کہ ہمیں بلایا۔ مگر کھلایا نہیں۔ اور اگر میں کہوں کہ لوگ بن بلائے آ گئے۔ تو یہ بھی کتنی بری بات ہے بوجہ امام ہونے کے اس کی شرم بھی تو مجھے ہی آئے گی۔ پس میں اگر نہ بولوں تب بھی مصیبت۔ کیونکہ

لوگوں کی تربیت

نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کہوں۔ کہ لوگ بن بلائے آ گئے تو بھی مصیبت۔ کیونکہ لوگوں کو

حرف گیری کا موقع

ملے گا:

پس میری تو وہی حالت ہے۔ جو کہتے ہیں کسی لڑکی کی سوتیلی ماں نے کتا پکا کر اس کے باپ کے سامنے رکھ دیا۔ لڑکی گھبرائی ہوئی پھرتی اور کہتی۔ بولوں تو ماں ماری جائے۔ نہ بولوں تو باپ کتا کھائے۔ اسی طرح میں اگر نہ بولوں۔ تو لوگ کہیں گے۔ عجیب کنجوس ہے۔ لوگوں کو بلایا مگر کھلایا نہیں۔ اور اگر کھلا نہ سکتے تھے۔ تو اتنے لوگوں کو بلایا کیوں تھا۔ اور اگر بولوں تو

جماعت پر حرف

آتا ہے۔ پس اس دعوت نے مجھے نہایت ہی مشکل میں ڈال دیا۔ اگر کھانا کوئی ایسی چیز ہوتی جو دس پندرہ منٹ میں تیار ہوسکتی۔ تو پھر تو خواہ کوئی بھی صورت ہوتی میں کھانا تیار کرا دیتا۔ مگر اس کے لئے تو کافی وقت کی ضرورت تھی۔ جو اس وقت ناممکن تھا۔

پس میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ انہیں یہ امر سمجھنا چاہیئے کہ جو امر ناممکن ہو۔ اسے کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اول تو ساری جماعت کو انتظامی لحاظ سے بلایا نہیں جا سکتا دوسرے مالی لحاظ سے بھی دقت ہوتی ہے۔ پھر دفتر والوں کو بھی چاہیئے تھا کہ وہ ٹکٹ جاری کرتے۔ یہ بھی غلطی ہوئی ہے۔ کہ محلوں میں جب انتخاب کیا گیا تو خود بخود جس کا جی چاہا نام لے لیا گیا اور جس کا جی چاہا چھوڑ دیا گیا۔ میرا خیال ہے آئندہ کے لئے ہماری دعوتوں میں جن کے متعلق لوگوں کو شکوہ پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ یہ انتظام ہونا چاہیئے کہ محلہ وار

لوگوں کی فہرستیں

تیار ہوں۔ جب دعوت کے موقع پر انتخاب کا وقت آئے تو جن لوگوں کو ایک دفعہ شامل کر لیا جائے۔ دوسرے موقع پر انہیں شامل نہ کیا جائے بلکہ اوروں کو شامل ہونے کا موقع دیا جائے۔ تاکہ اس طرح مختلف دعوتوں میں آہستہ آہستہ تمام لوگ شامل ہو جائیں۔

قرعہ کی تجویز

مجھے اس لئے پسند نہیں کہ اس میں یہ دقت ہوسکتی ہے کہ بعض دفعہ ایک شخص کا ہی نام بار بار نکلتا رہے اس لئے آئندہ یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ باری باری لوگوں کو دعوت میں شامل کیا جائے۔ سوائے ایسے کارکنوں کے جن کا قریب رہنا ہر دعوت میں شرعی یا تمدنی طور پر ضروری ہوتا ہے۔ بہرحال اس نظام میں

اصلاح کی ضرورت

ہے۔ عدم اصلاح کی وجہ سے ناگوار امور ظاہر ہوتے ہیں کل ہی ایک دوست کی بیوی والدہ صاحبہ کے پاس آ کر رو پڑی کہ کیا ہم احمدی نہیں تھے۔ ہمیں کھانے میں کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ ایک عورت کے لحاظ سے تو اس کے اخلاص پر مجھے خوشی ہوئی مگر جو

تعلیم یافتہ مرد

ہیں۔ ان کے مونہوں سے بھی اگر ایسی ہی بات سنی جائے تو تعجب کی بات ہے۔ اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ انہوں نے نہ سمجھا کہ جو کام ناممکن ہے وہ ممکن کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس آئندہ کے لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ ایک تو جب تک بچوں کو بلایا نہ جائے۔ انہیں ہمراہ نہ لایا جائے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ میں اکیلا ہی بچے کو لے جا رہا ہوں۔ اور لوگ اپنے بچے ساتھ نہیں لائینگے پھر کہیں بھی احادیث سے یہ ثابت نہیں کہ دعوتوں کے موقع پر بچے بھی بلائے جاتے تھے۔ اور اگر

اخلاص کی وجہ

سے ہی اپنے بچے ہمراہ لائے تھے۔ تو پھر وہی کر لینا تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ کیا۔ آپ نے دعوت کی۔ تو دیکھا کہ لوگوں میں بہت جوش ہے اور وہ سب شامل ہونے کے لئے بے تاب ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جو آئے گھر سے کھانا لیتا آئے۔ اگر یہاں بھی ہو جاتا تو کوئی دقت نہ ہوتی ہر شخص جو بن بلائے آتا اپنے گھر سے کھانا لے آتا اور سب مل کر کھا لیتے۔ اور مومنوں میں یہ کوئی شرم کی بات نہیں۔ پس اس طرح تو ہم بھی کر سکتے تھے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر تو یہی ہو سکتا ہے کہ

چند آدمیوں کی دعوت

کر دی جائے۔ اور انہیں کھانا کھلا دیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کبھی یہ شکایت نہیں سنی گئی۔ کہ پچاس آدمیوں کو کیوں بلایا گیا۔ مدینہ کے تمام افراد کو کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ عورتوں کی بھی اسی رنگ میں دعوت کی جاتی۔ مگر پھر میں نے کہا کہ اگر عورتیں بھی اسی طرح آئیں۔ تو پہلی غلطی دہرائی جائے گی۔ اس لئے اپنی رشتہ دار عورتیں اور چند دیگر عورتوں کو بلا لیا گیا۔

اس موقع پر

عورتوں کے متعلق

میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مردوں پر ان کی ذمہ واری بھی ہے۔ میرے بچوں کے نکاح کے موقع پر بعض حرکات عورتوں سے ایسی ہوئیں۔ جو نہایت ہی افسوسناک تھیں۔ ممکن ہے اس کی مرتکب غیر احمدی عورتیں ہوں کیونکہ وہ خطبات میں آ جاتی ہیں۔ مگر اس خیال سے کہ شاید احمدی عورتیں ہوں میں بیان کر دیتا ہوں۔ نکاح کے موقعہ پر جو میں نے خطبہ پڑھا۔ وہ اس قسم کا تھا کہ اس میں میں نے خصوصیت سے اپنے گھر کے لڑکوں اور مستورات وغیرہ کو مخاطب کیا تھا اور

میری خواہش

تھی۔ کہ وہ اس خطبہ کو سنیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں مسجد میں آنے سے پہلے میں گھر میں یہ ہدایت کر کے آیا تھا کہ آج میں خطبہ میں تم سب کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔ اس لئے توجہ سے میرا خطبہ سننا۔ جس گھر میں شادی ہو قدرتی طور پر بعض کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے دیر ہو جایا کرتی ہے۔ میرے گھر سے مستورات اس وقت پہنچیں۔ جب جگہ بھر چکی تھی۔ اور میرا خطبہ شروع تھا۔ انجمن والوں نے بھی اس دن یہ کمال کیا کہ مسجد کے قریب کے

دفاتر کے دروازے

بند کر دیے۔ اس خوف سے کہ ہجوم کی وجہ سے ان کا مکان ٹوٹ جائیگا۔ جب میں خطبہ کے بعد گھر پہنچا۔ اور میں نے دریافت کیا کہ تم نے میرا خطبہ سنا۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں تو جگہ ہی نہیں ملی اور مجبوراً واپس آنا پڑا۔ میری ایک بیوی نے بتایا کہ وہ چند مہمان مستورات کے ساتھ مسجد میں گئیں۔ ان میں سے ایک حاملہ بھی تھی۔ عورتوں کو جب راستہ دینے کے لئے کہا گیا تو ایک عورت نے اس مہمان عورت کے جو حاملہ تھی کہنی ماری اور جب اسے کہا گیا کہ یہ دور سے آئی ہیں اور مہمان ہیں انہیں جگہ دے دینی چاہیئے تو وہ غصہ سے کہنے لگی۔ "اسیں جاندی آں وڈی جبیثاں آئیاں ہین" ایک اور عورت نے میری ایک لڑکی کو اس زور سے مکہ مارا کہ اس کے نشان پڑ گیا۔ اور آٹھ دس روز تک اس کا نشان قائم رہا۔ یہ اس قسم کی

بداخلاقی

ہے کہ حیرت آتی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں صراحتاً اہل بیت کا ذکر آتا ہے اور وہاں بتایا گیا ہے کہ

اہل بیت کا دہرا حق

ہے۔ اگر وہ نیکی کریں گے تو انہیں دوسروں سے زیادہ ثواب ملے گا۔ اور اگر وہ بدی کریں گے تو سزا بھی دوسروں سے زیادہ ملے گی۔ پھر یہ قدرتی بات ہے کہ جب کسی شخص کے سپرد جماعت کی نگرانی کا کام ہو تو اس سے تعلق رکھنے والوں کا اعزاز کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں اور عورتوں کو اسلامی آداب سے واقف کرائیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ

مومن اپنے گھر کا ذمہ وار ہوتا ہے

اس لئے ضروری ہے کہ وہ عورتوں کو بھی اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں اور اپنے عملی نمونہ سے ان کی رہبری کریں۔ اگر قادیان کی بعض عورتیں اس قسم کا

افسوسناک نمونہ

پیش کر سکتی ہیں۔ تو باہر کی عورتوں پر کیا الزام ہو سکتا ہے

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں کے لئے ۳۰؍ اپریل ۱۹۳۵ء حسب ذیل اصحاب کو عہدہ دار منظور کیا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ مونگہ ضلع امرتسر

پریذیڈنٹ　چوہدری رحمت علی صاحب
جنرل سکرٹری　مفتی محمد سعید صاحب
سکرٹری تبلیغ　〃　〃
〃 تعلیم و تربیت　مولوی محمد حسین صاحب
〃 امور عامہ　چوہدری مختار علی صاحب
〃 مال　〃 اکبر علی صاحب
〃 امور خارجہ　〃 رحمت علی صاحب

جماعت احمدیہ کڑیال ضلع امرتسر

پریذیڈنٹ　چوہدری حسن محمد صاحب
جنرل سکرٹری　〃 غلام محمد صاحب
سکرٹری تبلیغ　〃 موتی خان صاحب
〃 مال　〃 غلام محمد صاحب
〃 امور عامہ　〃　〃
〃 امور خارجہ　〃　〃
〃 تعلیم و تربیت　میاں دین محمد صاحب حکیم

تیجہ کلاں ضلع گورداسپور

پریذیڈنٹ　میاں عبدالعزیز صاحب
سکرٹری تبلیغ　نور احمد صاحب
〃 مال　غلام صادق صاحب
〃 تعلیم و تربیت　میاں عبدالعزیز صاحب

کلانور ضلع گورداسپور

پریذیڈنٹ　چوہدری پیر محمد صاحب
سکرٹری　〃 فضل الدین صاحب ساکن شاہ پور

کھنو والی چک ۳۱۲ ج۔ب ضلع لائل پور

پریذیڈنٹ　چوہدری محمد حسین صاحب
سکرٹری مال　〃 سردار خان صاحب
〃 تبلیغ　ماسٹر محمد حسین صاحب

چک ۳۰/۱۱-ایل ضلع منٹگمری

پریذیڈنٹ　چوہدری عبدالرحمن صاحب نمبردار
وائس پریذیڈنٹ　〃 محمد خان صاحب
سکرٹری مال و محاسب　〃 باغ دین صاحب نائب ذیلدار
〃 وصایا　〃 غلام محمد صاحب

سکرٹری تبلیغ　چوہدری محمد علی صاحب
نائب 〃　〃 غلام نبی صاحب
〃 تعلیم و تربیت　〃 نذیر احمد صاحب
نائب 〃　〃 رشید احمد صاحب

حافظ آباد

پریذیڈنٹ　چوہدری محمد حیات خان صاحب میونسپل کمشنر
جنرل سکرٹری　بابو عبدالرحیم صاحب
سکرٹری مال　چوہدری بشیر احمد خان صاحب
سکرٹری تبلیغ　قاضی ضیاء اللہ صاحب
〃 وصایا　چوہدری حشمت اللہ صاحب
〃 تعلیم و تربیت　〃 کرم الٰہی صاحب
〃 امور عامہ و امور خارجہ　〃 محمد حیات خان صاحب

تلونڈی راہوالی

پریذیڈنٹ　منشی غلام حیدر صاحب
سکرٹری　میر اللہ بخش صاحب تسنیم

گکھڑ (ضلع گوجرانوالہ)

پریذیڈنٹ　چوہدری امانت علی صاحب
سکرٹری　چوہدری مختار احمد صاحب

جگراؤں (ضلع لدھیانہ)

پریذیڈنٹ　سید محمد حسین شاہ صاحب
سکرٹری تبلیغ　فقیر محمد صاحب ولد گلزار شاہ صاحب
محاسب خزانچی　چوہدری فوج الدین صاحب

ڈیرہ غازی خان

پریذیڈنٹ　اخوند محمد افضل خان صاحب
جنرل سکرٹری　ملک عزیز محمد صاحب بی اے وکیل
جائنٹ سکرٹری　مولوی محمد عثمان صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت　حکیم عبدالخالق صاحب
〃 تبلیغ　رانا فیض بخش صاحب
〃 مال　مولوی محمد عثمان صاحب
〃 امور عامہ　ملک عزیز محمد صاحب وکیل
〃 وصایا　چوہدری عطا محمد خان صاحب نائب تحصیلدار
〃 تالیف و تصنیف　منشی دوست محمد خان صاحب

جام پور (ضلع ڈیرہ غازیخان)

پریذیڈنٹ و جنرل سکرٹری　مولوی محمد بخش خان صاحب بی اے بی ٹی
اسسٹنٹ جنرل سکرٹری　محمد بخش خان صاحب
سکرٹری مال　خدا بخش صاحب سب انسپکٹر ایکسائز
〃 تبلیغ　خدا بخش صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت　مولوی غلام رسول صاحب
〃 امور عامہ　مولوی محمد بخش خانصاحب بی اے بی ٹی

اسسٹنٹ سکرٹری امور عامہ　ماسٹر عبدالکریم صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تعلیم و تربیت　میاں غوث بخش صاحب

مالیر کوٹلہ

پریذیڈنٹ　مولوی محمد نواب خان صاحب
سکرٹری　مرزا عبداللہ بیگ صاحب
نائب سکرٹری　منشی خیرالدین صاحب

کوہاٹ

سکرٹری مال　بابو سعید اللہ صاحب کلرک

کمال ڈیرہ (ضلع نواب شاہ سندھ)

جنرل سکرٹری، سکرٹری تعلیم و تربیت فنانشل سکرٹری و سکرٹری مال　ماسٹر محمد بریل صاحب
سکرٹری دعوت و تبلیغ　حکیم محمد موسیٰ صاحب
سکرٹری امور عامہ　مستری نبی بخش صاحب

پورٹ بلیر

جنرل سکرٹری　بابو خدا بخش صاحب
سکرٹری مال　ماسٹر عبدالسبحان صاحب
〃 تعلیم و تربیت　اقبال محمد خان صاحب

گگرالی (ضلع گجرات)

جنرل سکرٹری　منشی احمد دین صاحب
محاسب　چوہدری کرم الٰہی صاحب

جماعت احمدیہ گوئی (ضلع میرپور)

پریذیڈنٹ　مقدم گگری صاحب
جنرل سکرٹری　مولوی اللہ دتا صاحب
سکرٹری مال و تبلیغ　امام الدین صاحب منصور (سونوی)

لنڈی کوتل

پریذیڈنٹ　مرزا یوسف علی صاحب
جنرل سکرٹری　شمس الدین صاحب
سکرٹری مال　〃
سکرٹری تبلیغ　محمد رفیق صاحب
〃 وصایا　〃
〃 تعلیم و تربیت　دفعدار احمد خان صاحب
〃 امور عامہ　مرزا رجب علی صاحب

کلیانپور چک ۲۴۲

پریذیڈنٹ و سکرٹری مال　چوہدری فتح الدین صاحب
سکرٹری تبلیغ　چوہدری محمد علی صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت　مولوی نورالدین صاحب

تبدیلی

جماعت احمدیہ فتح پور ضلع گجرات

سکرٹری وصایا ماسٹر سراج دین صاحب کی بجائے سید ... [illegible] شاہ صاحب۔

(ناظر [illegible] ۱۵؍ اگست ۱۹۳۵ء)

موصی صاحبان کے متعلق ضروری اعلان

حال ہی میں چند موصی اصحاب کے حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حصہ آمد کی ایک معتد بہ رقم ان کے ذمہ بقایا میں ہے۔ یہ بقایا صرف سال رواں کا ہی نہیں۔ بلکہ گزشتہ کئی سالوں سے چلا آتا ہے۔ اور اس میں سال بسال اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اگرچہ کھاتوں کی نقول موصی اصحاب کو بھیجی جاتی ہیں اور ادائیگی بقایا جات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ مگر بہت کم دوست ہیں۔ جو وقت پر ایسے معاملات کی طرف کما حقہٗ توجہ کرتے ہیں۔ لیکن موجودہ صورت میں سکرٹری صاحب جماعت متعلقہ نے جواب دیا۔ کہ حصہ آمد ہمیشہ ماہ بماہ ان موصی اصحاب کی طرف سے وصول ہو کر روانہ دفتر محاسب صدر ہوتا رہا ہے۔ اور کوئی بقایا بذمہ موصی دوستوں کے نہیں ہے۔

اس طرح پر یہ معاملہ خاص توجہ کے قابل ہو گیا۔ چنانچہ بحکم جناب سکرٹری صاحب میں خود موقعہ پر گیا۔ اور جماعت متعلقہ کے حسابات کی تفصیلی پڑتال کی جس سے معلوم ہوا۔ کہ اس بقایا کی غلطی کے دو باعث تھے۔

(۱) جب چندہ وصایا مرکز میں روانہ کیا گیا۔ تو ساتھ ہی تفصیل نہیں بھیجی گئی۔ کہ فلاں فلاں موصی کا فلاں ماہ کا یہ چندہ ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں صریح طور پر غلطی سے اس رقم کو چندہ عام میں شامل کر دیا گیا۔ اس فروگذاشت اور غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ رقم چندہ عام میں ڈال دی گئی۔ اور دفتر موصایا کو اس کی وصولی کی کوئی اطلاع نہ ہوئی۔ یہاں جسقدر وصولی کی اطلاع ہوئی۔ وہ حصہ آمد مقررہ کے مجموعہ سے منہا کر کے وقتاً فوقتاً بقایا نکلتا رہا۔ اور ایک بقایا بعد کے پیدا ہونے والے بقایا میں شامل ہوتا رہا۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہوئی۔ کہ دوست بوقت وصیت اپنی آمد ماہوار کا ایک تخمینہ دیتے ہیں۔ دفتر کے حسابات کی بناء اس تخمینہ پر ہوتی ہے۔ اور اس حساب سے حصہ آمد شمار کر کے اگر وصولی میں کمی ہو۔ تو وہ کمی بقایا میں ڈال لی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ بجز ملازمت پیشہ اصحاب کے دیگر اہل حرفہ یا تجارت یا زراعت پیشہ اصحاب کی آمد ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ اس لئے گو بعض دوست اپنی آمد پر صحیح حصہ آمد بھی دے دیتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ خود یا سکرٹری صاحب جماعت متعلقہ محکمہ ہذا کو تبدیلی شرح آمد کی اطلاع نہیں دیتے۔ اس لئے بصورت حصہ آمد تخمینہ سے کم ہونے کے بعد کمی بھی بقایا میں شامل ہو جاتی ہے۔

چونکہ اس طریق سے حسابات میں بہت گڑبڑ ہو جاتی ہے جس کے سلجھانے میں سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے جملہ کارکنان جماعتہائے کو بالعموم اور سکرٹری صاحبان وصایا کو بالخصوص اس معاملہ کی اہمیت کی طرف توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔ تا وہ آئندہ خیال رکھیں۔ کہ ہر روانگی رقم وصیت کے ساتھ بالتشریح لکھ دیا کریں۔ کہ اس اس قدر رقم فلاں صاحب موصی اور وصیت نمبر فلاں کے متعلق فلاں ماہ کا حصہ آمد ہے اور اگر شرح میں کوئی کمی بیشی ہو۔ تو اس سے بھی اسی وقت دفتر محاسب کو اور دفتر وصایا کو اطلاع دے دیا کریں۔ ایسی اطلاع ایک الگ خط میں دفتر وصایا کو دینا ضروری ہے۔ بلکہ مناسب ہے۔ کہ تفصیل رقوم وصایا کی بھی الگ فہرست بھیجی جائے گو یہ ضروری نہیں۔ کہ یہ اطلاع اور تفصیل الگ لفافہ میں دفتر وصایا میں بھیجی جائے۔ زائد خرچ ڈاک سے بچنے کے لئے یہ کاغذات بھی محاسب صاحب کے نام کے لفافہ میں بھیجے جا سکتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ جب تک دفتر ہذا کو مقامی دوست وقت پر صحیح معلومات مہیا نہ کریں۔ ایسی غلطیاں ہوں گی۔ اور اس کے ذمہ وار یا تو کارکنان مقامی ہوں گے۔ یا خود موصی حضرات۔ ان تکالیف سے بچنے کے لئے مناسب ہو گا۔ کہ موصی حضرات اپنے پاس ادائیگی حصہ آمد کا ایک حساب رکھیں۔ جس پر جب وہ حصہ آمد ادا کریں۔ تو سکرٹری مقامی کے دستخط کرا لیا کریں۔ اسسٹنٹ سکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

آنریری آڈیٹر کا تقرر

انجمن ہائے احمدیہ۔ قادیان۔ بٹالہ۔ امرتسر۔ اور لاہور کے لئے بابو محمد سعید صاحب احمدی قادیان کو آنریری آڈیٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ بابو صاحب موصوف حسابات چندہ وغیرہ بابت ۳۳-۱۹۳۲ء کی پڑتال کریں گے۔ عہدہ داران جماعت متعلقہ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ بابو صاحب جب معائنہ کی تاریخ سے اطلاع دے کر معائنہ کے لئے تشریف لائیں۔ تو ان کے کام میں ان کا تعاون کریں۔ ضروری کاغذات و رجسٹرات جو معائنہ کے لئے طلب کریں۔ مہیا کئے جائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

نام کی تبدیلی

جناب بابو نتھے خانصاحب احمدی سٹیشن ماسٹر ریلوے کا نام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اب کرامت اللہ تجویز فرمایا ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ بابو صاحب موصوف آئندہ اسی نام سے پکارے جائیں گے۔ خاکسار عبد الرحیم بشیر آزاد بٹالہ شہر

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق

۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے دوست ریویو کی اشاعت کے لئے تحریک کیا کرتے ہیں۔ کہ دس ہزار خریدار پیدا کر دو۔ میں کہتا ہوں۔ اب تو خدا کے فضل سے جماعت بہت بڑھ گئی ہے۔ اب دس ہزار کے لئے نہیں۔ بلکہ تیس چالیس ہزار کے لئے تحریک ہونی چاہیئے۔" (ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا میں اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں۔)

کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد یاد دلانے کے لئے ایک مطبوعہ ٹائیٹل جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف کی سفارشی چٹھی کے ساتھ تمام معتمدین جماعتہائے احمدیہ کو بھیجا تھا۔ تا حال میں اس کے جواب کا منتظر ہوں۔ ہر مقام کی احمدی جماعت سے توقع ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ جلسے کر کے ریویو آف ریلیجنز اردو کی وسیع اشاعت کے سوال کو حل کریں گی۔ اور کم از کم ایک ہزار خریدار اس کا بنا دیں گی۔ دس ہزار تو دور کی بات ہے۔

مجھے امید ہے کہ احباب اس اپیل کا جو ہر مہینے طبع ہو کر ان کے پاس پہنچتی ہے۔ ہمت افزا جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں گی۔

خاکسار ایڈیٹر و مینجر ریویو آف ریلیجنز اردو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت کتب

ایک بھائی کو ذیل کی کتب کی فوری ضرورت ہے مناسب قیمت بھی دیجائے گی۔ اگر کسی دوست کے پاس ان میں سے ایک یا ایک سے زیادہ کتب ہوں۔ تو مہربانی کر کے اعلان ہذا ملاحظہ فرماتے ہی مجھے اطلاع دیں۔

یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری قادیان

(۱) مواہب الرحمٰن (۲) اعجاز المسیح
(۳) مسیح ہندوستان میں
(۴) استفتاء اردو (۵) نسیم دعوت
(۶) آریہ دھرم (۷) قادیان کے آریہ اور ہم
(۸) لیکچر لاہور (۹) ترغیب المومنین

131

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

بے اولادوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو ایسی مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج مالک دواخانہ رحمانی نے استادی المکرم حضرت نورالدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ محافظ اٹھرا گولیاں مولانا استادی المکرم نورالدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کیلئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے منگوا کر استعمال کر کے قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھئے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت فی تولہ ۲ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر لعہ علاوہ محصولڈاک نوٹ:۔ اس دواخانہ کے سرپرست اور نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہیں۔ لہذا تمام ادویہ صحیح اور کامل اور پوری احتیاط سے اور خاص طبی طریق سے تیار کی جاتی ہیں۔ عبدالرحمن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

گگرے! گگرے!! گگرے!!!

آنکھوں کیلئے کیا ہی تباہ کن مرض ہے اس سے آنکھوں میں کھجلی کی تکلیف رہتی ہے۔ روشنی میں آنکھیں بخوبی کھل نہیں سکتیں۔ نظر آہستہ آہستہ مفقود ہوتی جاتی ہے۔ غرضیکہ اس مرض سے مریض سخت تکلیف میں ہوتا ہے یہ مرض اگر ایکدفعہ جڑ پکڑ جائے تو ہٹنے کا نام نہیں لیتا۔ اور اکثر اوقات اپریشن تک نوبت آ جاتی ہے پس اس مرض کا جہاں تک ہو سکے بہت جلدی علاج کرانا چاہیے سب سے بڑھکر اس مرض کیلئے علاج سرمہ نورانی ہے گگرے نئے ہوں یا پرانے سرمہ نورانی کے استعمال سے بہت جلدی دور ہو جاتے ہیں۔ اگر فائدہ نہ ہو تو حلفیہ تحریر آنے پر قیمت واپس کر دی جائیگی۔ ضرور آزمائش کیجئے۔ اور اس بیش بہا تحفہ سے فائدہ اٹھائیے سرمہ نورانی کا روزانہ استعمال نظر کو تیز کرتا ہے جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت فی شیشی ۸ علاوہ پیکنگ محصولڈاک ۴ر ٹکٹ بھیجکر نمونہ مفت طلب فرمائیے

دلکشا منجن دانتوں اور مسوڑوں کی جملہ امراض کیلئے واحد منجن ہے۔ اس سے پائیوریا جیسا موذی مرض بھی جڑ سے اکھڑ جاتا ہے لیکن استقلال کیساتھ استعمال کرنا شرط ہے قیمت فی شیشی ۱۲

دلکشا ہیر آئل بالوں کے لئے ازبس بہترین تیل ثابت ہو چکا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۶ اونس ایک روپیہ ۹ اونس کی شیشی ۸ علاوہ محصولڈاک ۴ اونس والی دو شیشیاں ایک ہی شیشی جتنے محصولڈاک میں جا سکتی ہیں۔ اس کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔

کستاریس روئس عورتوں اور مردوں کی مخصوص بیماریوں کیلئے لاثانی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ تین شیشی للعہ تفصیل کیلئے کارخانہ کی مکمل فہرست ایک کارڈ لکھکر مفت طلب فرمائیے۔ نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

ضرورت ہے

ملٹن چائے کی فروخت کرنے اور اس کا سٹاک رکھنے کے لئے چند معتبر اشخاص کی ضرورت ہے۔ ماہوار تنخواہ ایکسو پچاس روپے ہوگی مکان کا کرایہ اور نوکر اس کے علاوہ ہونگے۔ تمام خط و کتابت انگریزی میں ہونی چاہیئے۔ مزید حالات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر لکھا جائے۔

The manager the Milton House P.O. Box 6851
Burra Bazar Calcutta

اکسیر تسہیل ولادت بچہ کی پیدائش کو آسان کرنے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے قیمت معہ محصول ۱۲ صرف منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

ضرورت ہے سکول فار الیکٹریشنز لدھیانہ (گورنمنٹ ریکگنائیزڈ) کے لئے ہر قابلیت کے طلبا کی جو بجلی کا کام سیکھنا چاہیں۔ کورس ایک سال پراسپکٹس مفت۔
منیجر

وصیت نمبر ۴۱۶۴ منکہ حسین بخش ولد شیخ نقیر اللہ قوم گگلے زئی پیشہ ملازمت عمر ۶۷ سال :۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن دہرم کوٹ رندھاوا ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲ / ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان پختہ جو تقریباً تین ہزار روپیہ کا ہے اور ایک سفید ٹکڑہ زمین مالیتی تقریباً تین چار صد روپیہ یہاں دہرم کوٹ میں ہے۔ علاوہ ازیں میرے نام ایک مربع دخیل کاری واقعہ چک ۸۵ / ۶۰ ۔ ۵ ایل تحصیل و ضلع منٹگمری ہے۔ جہاں اس وقت میری رہائش ہے۔ میرا گذارہ اس وقت اس مربعہ کی آمدنی اور میری ماہوار پنشن پر ہے۔ جو ۳۶/- روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا

العبد:۔ حسین بخش پنشنر صدر قانونگو ڈی منٹگمری چک ۸۵ / ۶۰ ۔ ۵ ایل تحصیل و ضلع منٹگمری۔ گواہ شد:۔ غلام حسین چاہلوی منیجر اخبار اصلاح سیکرٹری دعوت و تبلیغ انجمن احمدیہ منٹگمری۔
گواہ شد:۔ فقیر اللہ کنیال سیگنلر منٹگمری

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لارڈ و لیڈی ولنگڈن ۱۷ اگست کو بذریعہ ہوائی جہاز نئی دہلی پہنچے۔ ہوائی مستقر میں ان کا استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد وائسرائے ہوس میں پہنچ کر اپنے عہدہ کا چارج لے لیا۔ مسٹر جارج سٹینلے قائم مقام وائسرائے مدراس روانہ ہو گئے۔ جہاں اپنے سابقہ عہدے پر فائز ہو گئے۔

صوبہ سرحد کی حکومت کی طرف سے سال ۳۳ء کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ ۲۰ اگست کی اطلاع کے مطابق اس میں جرائم پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔ کہ دوران سال میں ۱۶۹۶ قتل کی وارداتیں ہوئیں۔ اس سے پہلے سال یہ تعداد ۲۹۸۵۳ تھی۔

ریاست مانگرول میں ذبیحہ گاؤ کے خلاف ایک آریہ سماجی نے برت رکھا ہوا ہے۔ گاندھی جی نے اسے پیغام بھیجا ہے کہ برت ترک کر دو۔ مگر ذبیحہ گاؤ کے خلاف اپنی تحریک جاری رکھو۔ یہ گاندھی جی کی مہاسبھائی ذہنیت کا نمونہ ہے

پشاور سے ۱۷ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ ۳۲ء میں صوبہ سرحد میں انڈین فیکٹریز ایکٹ کے ماتحت کارخانوں کی تعداد ۳۱ء کے برابر ہی یعنی ۷۲ کارخانوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ ۳۲ء میں مزدوروں کی تعداد ۱۰۱۱ تھی۔ جو ۳۳ء میں ۱۳۱۲ ہو گئی۔ ۳۲ء میں ۱۴ عورتیں کام کرتی تھیں۔ لیکن ۳۳ء میں ۲۲ عورتیں کام پر لگائی گئیں۔

پنجاب ہائیکورٹ میں لاہور سے ۱۷ اگست کی اطلاع کے مطابق صرف ایک ہفتہ میں ایسے پانچ چھ مقدمات کی سماعت ہوئی۔ جن میں عورتیں اپنے خاوندوں کو زہر دے کر مار ڈالنے کے جرم میں سزایاب ہوئی ہیں۔ اسی قسم کے ایک مقدمہ کے دوران میں جسٹس ایڈیسن نے کہا اس ہفتہ کے مقدمات سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب کے خاوندوں کی زندگیاں بہت حد تک معرض خطر میں ہیں

جیلخانجات پنجاب کے نظم و نسق کی سالانہ رپورٹ بابت ۳۳ء مظہر ہے کہ ۳۲ء میں ۳۷۷ اشخاص کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی۔ اس کے مقابلہ میں سال زیر تبصرہ میں ۲۷۵ اشخاص کو پھانسی کی سزا ملی۔ سال مذکور میں سولہ سال سے کم عمر کے جن لڑکوں کو سزا دی گئی ان کی تعداد میں معتدبہ تخفیف ہوئی۔ سال مذکور میں ان کی تعداد ۸۷ تھی۔ اس کے بالمقابل سال ماسبق میں ۱۲۷ اور ۳۱ء میں ۳۵۲۔

بمبئی سے ۱۷ اگست کی اطلاع ہے کہ لنڈن کی خاص اطلاع مظہر ہے کہ وائٹ ہال میں بیان کیا جاتا ہے کہ آیندہ دو ہندوستانیوں کو گورنر بنایا جائے گا۔ ایک ہندو کو اور ایک مسلمان کو۔ مسلمانوں میں سے مسٹر جناح کا نام لیا جاتا ہے۔

بمبئی کانگرس سیشن کے انعقاد کے متعلق ۱۷ اگست کی اطلاع کے مطابق بمبئی میں زور شور سے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ اندازہ ہے کہ اس اجلاس میں پچاس ہزار آدمی شامل ہونگے۔ اڑھائی لاکھ روپیہ صرف کیا جائیگا

لنڈن سے ۱۶ اگست کی اطلاع کے مطابق سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ آسٹریا کی درخواست پر اسے تیس ہزار فوج رکھنے کی برطانیہ اور فرانس دونوں نے اجازت دیدی ہے۔

روم سے ۱۷ اگست کی اطلاع ہے کہ آسٹریا میں نازیوں کی بغاوت کے وقت مسولینی نے پچاس ہزار سپاہیوں پر مشتمل جو فوج سرحد آسٹریا پر بھیجی تھی۔ اسے واپس بلا لیا گیا ہے کیونکہ مسولینی کے خیال میں اب آسٹریا نازک وقت سے گذر چکا ہے۔

شنگھائی سے ۱۵ اگست کی اطلاع ہے کہ فوچو میں کمیونسٹوں کی سرگرمیاں ابھی تک جاری ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے گورنمنٹ بھی احتیاطی تدابیر اختیار کر رہی ہے اور چار ہزار سرکاری فوج کے سپاہی فوچو میں بھیج دئے گئے ہیں۔ کیمونسٹوں کی تلاش میں گھروں کی تلاشیاں بھی لی جا رہی ہیں۔

سر محمد عثمان جنہوں نے ۱۶ اگست کو گورنری کا چارج سر جارج سٹینلے کو دیدیا۔ مدراس سے ۱۶ اگست کی اطلاع ہے کہ انہوں نے اپنے آئندہ پروگرام کے متعلق کہا۔ اگرچہ ابھی تک کوئی خاص فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن میں جلد ہی پبلک کاموں میں حصہ لینا شروع کر دونگا۔ اور ہندوستان کے مختلف فرقوں اور ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان بہترین تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرونگا

شملہ سے ۱۶ اگست کی اطلاع ہے کہ اگر لابی کی گفت و شنید پر یقین کیا جائے۔ تو منہ پرورش بل کو نہ پیش کرنے میں حکومت کے حامیوں اور سناتنیوں کی سازش تھی۔ اس سازباز کو ثابت کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ بعض ممبران اور سر ہنری کریک نے اس روز طویل تقریریں کیں۔ علاوہ ازیں مسٹر رگبیر سنگھ نے جن کے دل میں نابالغ لڑکیوں کی فروخت کے انسداد کے متعلق بل پیش کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اس بل کو پیش کر دیا جس پر بحث کرتے ہوئے اجلاس کا وقت گذر گیا۔

پشاور سے ۱۶ اگست کی اطلاع کے مطابق قرم ایجنسی کے دو سرحدی قبائل کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس کے نتیجہ میں ۱۹ اشخاص ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔ دونوں پارٹیوں میں ایک چراگاہ کی ملکیت کے متعلق دیرینہ جھگڑا تھا۔ صورت حالات پر اب قابو پا لیا گیا ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے متعلق الہ آباد سے ۱۸ اگست کی اطلاع ہے کہ سر میلکم ہیلی نے گورنمنٹ آف انڈیا کے سامنے یہ تجویز رکھی ہے کہ انہیں مکمل طور پر رہا کر دیا جائے۔ سرکاری حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کملا نہرو کی خرابی صحت کے پیش نظر گورنمنٹ اس تجویز پر عمل کو کرے گی۔ لیکن رہائی کے ساتھ ہی الہ آباد میں نظر بند کر دے گی۔

اخبار "ریفلڈ نیوز" لنڈن نے گورنمنٹ کے اس جواب کی نقل شائع کی ہے جو اس نے سر آغا خاں کو دیا۔ اس میں برطانوی گورنمنٹ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں ایسا کوئی علاقہ خالی نہیں۔ جو انہیں حکومت کے لئے دیا جا سکے۔ اگر کسی وقت کوئی علاقہ خالی ہوا۔ تو پیش کر دیا جائیگا۔

لنڈن سے ۱۸ اگست کی اطلاع ہے کہ ہوم سکرٹری اور پولیٹیکل پارٹیوں کے لیڈروں کے باہمی مشورہ سے ایک بل کا مسودہ تیار ہو رہا ہے جس کے رو سے پولیٹیکل پارٹیوں سے وابستہ لباس پہننا خلاف قانون قرار دیا جائیگا۔ اور کوئی بھی کسی خاص پولیٹیکل نام کی قمیص پاجامہ یا ٹوپی وغیرہ پہننے کا مجاز نہ ہوگا۔

نظر بندان بنگال سے متعلقہ بل ۱۸ اگست کو کونسل آف سٹیٹ میں پیش ہوا۔ اور ۲۷ ووٹوں کے تناسب سے پاس ہو گیا۔

تیمور تغلہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریاست چودھری عبدالعزیز بیگووالیہ کے سوا باقی احراری قیدیوں کو مشروط طور پر رہا کر دینے کے سوال پر غور کر رہی ہے اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ۱۷ اگست میں ریگولیشن